بسم الله الرحمن الرحيم

((من حرق حرقناه ومن غرق غرقناه))

جس نے جلایا ہم اسے جلائیں گے اور

جس نے ہمیں غرق کیا ہم اسے غرق کریں گے

الدولۃ الاسلامیہ نے ہزاروں مسلمانوں کو صلیبیوں کے ساتھ مل کر زندہ جلانے والے

اردنی پائیلٹ کو "قصاص" میں زندہ جلادیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ))

(مسند احمد،ج:۳۲،ص۲۴۳،رقم الحدیث:۱۵۴۵۷)

۔"اور بے شک کوئی بھی آگ سے سزانہیں دیتا سوائے اللہ کے "۔

لیکن یہ کام قصاص میں کرنا جائز ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو

۔"اگر مشرکین مسلمانوں کوآگ میں جلائیں تو مسلمان بھی بدلے میں ان کو آگ میں جلاسکتے ہیں"۔

کے تحت نقل کیا ہے۔کیونکہ قصاص میں جلانا رسول اللہ ﷺ وسلم سے ثابت ہے۔مسلم شریف کی حدیث میں قبیلہ عرینہ اور عکل کا واقعہ یوں مذکور ہے؛

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًامِنْ(عُكْلٍ أَوْ) عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَاجْتَوَوْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَتَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا ثُمَّ مَالُوا عَلَى الرُّعَاةِ فَقَتَلُوهُمْ وَارْتَدُّوا عَنْ الْإِسْلَامِ وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِي أَثَرِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا

(صحیح مسلم،ج۹،ص۸،رقم الحدیث۳۱۶۲۔صحیح

البخاری،ج١،ص٣٩٠،رقم الحدیث:٢٢٦)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ (عکل یا
)عرینہ کے لوگ مسلمان ہوکر آپﷺکی خدمت میں حاضر
ہوئے۔انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تو نبی کریم ﷺنے انہیں
مدینہ سے باہر ٗجہاں صدقے کے اونٹ تھے،بھیج دیا کہ ان کادودھ اور
پیشاب پیوٗ اللہ شفاء عطافرمائے گا۔چناچہ چند روز میں وہ ٹھیک
ہوگئے لیکن اس کے بعد انہوں نے اونٹوں کے رکھوالوں اور ان کے
چراہوں کو قتل کردیا اور اسلام سے پھر گئے۔۔۔جب اس کی خبر
رسول اللہ ﷺکو ملی تو آپ ﷺنے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے
جوانہیں اونٹوں سمیت پکڑ لائے۔نبی کریم ﷺنے ان کے ہاتھ پیر
مخالف جانب سے کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں
پھروادیں (کیونکہ انہوں نے چراہوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا)پھر
انہیں تپتے صحراء میں ڈلوادیا حتیٰ کہ وہ وہیں مرگئے‘‘۔

امام الباجی رحمہ اللہ نے اس واقعے کے حوالے سے فرماتے ہیں :

’’ان (مرتدین)نے چرواہوں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔تو اس صورت
میں یہ جائز ہوا کہ ان کے اعضاء کاٹے جائیں (آگ سے)جیسا کہ
انہوں نے مسلمانوں کے اعضاء کا ٹے جس طرح کے اصولِ قصاص
میں ہے‘‘۔

(المنتقى شرح الموطا،ج۳،ص۱۷۲)

امام النوویرحمہ اللہ نے لکھا::

’’فصل إذا قتل بالسيف لم يقتص منه إلا بالسيف لقوله تعالى (فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ)ولأن السيف أرجى الآلات فإذا قتل به واقتص بغيره أخذ فوق حقه لأن حقه في القتل ، وقد قتل وعذب فإن أحرقه أو غرقه أو رماه بحجر أو رماه من شاهق أو ضربه بخشب أو حبسه ومنعه الطعام والشراب فمات فللولى أن يقتص بذلك لقوله تعالى (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ) ولما روى البراء رضى الله عنه أن النبى ﷺ قال:

((من حرق حرقناه ومن غرق غرقناه))

(السنن الكبرى للبيهقی ۸؍۴۳۔تفسیر النیسا پوری۴۱۳/۱۔تفسیر الرازی۶۲/۳)

ولأن القصاص موضوع على المماثلة والمماثلة ممكنة بهذه الأسباب فجاز أن يستوفى بها القصاص وله أن يقتص منه بالسيف لأنه قد وجب له القتل والتعذيب فإذا عدل إلى السيف فقد ترك بعض حقه فجاز “۔

(”المہذب“۱۸۶ ؍۲)

۔"فصل:جب کوئی تلوار سے قتل کرے تو اس سے صرف تلوار کے ساتھ ہی بدلہ لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ:"لہٰذا اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرسکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے"۔(البقرۃ:۱۹۴)چونکہ تلوار قتل کرنے کے آلات میں سے تیز ترین آلہ ہے سو اگر اُس نے اس کے ساتھ قتل کیا مگر اس سے قصاص اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعے لیا گیا تو اس سے اس کے حق سے زیادہ لیا گیا کیونکہ اس کے قتل میں تلوار کا حق ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس نے (مقتول)کو اذیتیں دے کر قتل کیا ہو تو اگر اُس نے اُسے جلایا ہویا پانی میں غرق کیا ہو یا پتھر سے مارا ہو یا اُسے بلند جگہ سے گرایایا اسے لکڑی سے مارا ہو یا اسے حبس میں رکھا ہو اور اس سے کھانا اور پانی وغیرہ روکا ہو حتی کہ مرگیا تو اس صورت میں وارث کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس(قاتل سے) سے اسی طریقے سے بدلہ لے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:"ور اگر تمہیں بدلہ لینا ہو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تم پر زیادتی ہوئی"اوراس حدیث کی وجہ سے کہ جو البراء رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جلایا ہم اسے جلائیں گے اور جس نے غرق کیا ہم اسے غرق کریں گے"

(السنن الکبری للبہیقی ۸/۴۳۔تفسیر النیسا پوری۱/۴۱۳۔تفسیر الرازی۳/۶۲)

اس لیے بھی کہ قصاص کی بنیاد مماثلت پر ہے اور مماثلت میں یہ اسباب بھی ممکن ہیں لہٰذا انہی اسباب کے ساتھ قصاص کا پورا کرنا جائز ہے مگر اس کے لیے تلوار کے ساتھ بدلہ لینا بھی جائز ہے کیونکہ اس (قاتل)پر تو قتل واذّیت دینا ثابت ہوچکا ہے لہٰذا اگر وہ (مقتول کا وارث)تلوار کے ذریعے بدلہ لینے کو اختیار کرتے ہوئے اپنے بعض حقوق سے دستبردار ہوتا ہے(یعنی قاتل کو اسی طرح قتل نہیں کرتا کہ جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا) تو یہ اُس کے لیے جائز ہے"۔

اس ضمن میں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ کچھ صحابہ آگ کے استعمال کو ناپسند کرتے تھے جیساکہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

"فَكَرِهَ ذَلِكَ عُمَر وَابْن عَبَّاس وَغَيْرهمَا مُطْلَقًا سَوَاء كَانَ ذَلِكَ بِسَبَبِ كُفْر أَوْ فِي حَال مُقَاتَلَة أَوْ كَانَ قِصَاصًا ، وَأَجَازَهُ عَلِيٌّ وَخَالِد بْن الْوَلِيد وَغَيْرهمَا"

(فتح الباری،ج۹،ص ۲۳۰،رقم:۲۷۹۳)

۔"اور اسلاف کا اختلاف آگ سے جلانے کے متعلق۔عمررضی اللہ عنہ اور ابنِ عباسرضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے۔چاہیے یہ اُن کے ارتداد کے نتیجے میں ہویا (اللہ کے خلاف)جنگ یا قصاص میں بھی۔اور علی رضی اللہ عنہ ،خالد ابنِ ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر اس

کو جائز سمجھتے تھے“۔

لیکن امام الشوکانی الحنفیرحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ؛

۔"قَدْ أَحْرَقَ أَبُو بَكْرٍ بِالنَّارِ فِی حَضْرِ الصَّحَابَةِ ۔وَحَرَّقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ نَاسًا مِنْ أَہْلِ الرِّدَّةِ۔
وَكَذَلِكَ حَرَّقَ عَلِیٌّ كَمَا تَقَدَّمَ فِی كِتَابِ الْحُدُودِ “
(نیل الاوطار،ج۱۲،ص۸۳

۔"اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آگ سے جلایا صحابہ کی موجودگی میں اور خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدین میں سے لوگوں کو جلایا،اور علی رضی اللہ نے بھی“۔

اور ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

۔"اور یہ قوی اسناد سے روایت ہے کہ حضرت علی نے زندیقوں کو آگ لگا ئی“۔
(مجموعہ الفتاویٰ)

مصنف عبدالرزاق سے یہ بات منقول حضرت عمر رضی اللہ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کی جانب سے مرتدین کے جلانے کے عمل پر تنقید کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ نے اس کایوں جواب دیا؛

عن ہشام بن عروۃ عن أبیہ قال:حرق خالد بن الولید ناسا من أہل الردۃ ، فقال عمر لابی بکر:أتدع ہذا الذی یعذب بعذاب اللہ ، فقال أبو بکر :لا أشیم سیفا سلہ اللہ علی المشرکین

(مصنف عبد الرزاق،ج۵،ص۲۱۲،رقم الحدیث:۹۴۱۲۔باب القتل بالنار)

۔"جب خالد رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو جلایا تو عمرنے ابوبکررضی اللہ عنہ کو کہا:"کیا آپ اسے اللہ کی سزا سے سزا دینے کی اجازت دیں گے"ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"میں اس تلوار کو کیسے ڈھانپ دوں جس کو اللہ نے کفار پر چھوڑدیا"۔

لہذاحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ شبہ رفع ہوگیا ۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ پھر امام مہلب رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں؛

۔"وَقَالَ الْمُہَلَّب:لَیْسَ ہَذَا النَّہْی عَلَی التَّحْرِیم بَلْ عَلَی سَبِیل التَّوَاضُع ، وَیَدُلّ عَلَی جَوَاز التَّحْرِیق فِعْل الصَّحَابَة ، وَقَدْ سَمَلَ النَّبِیّ صَلَّی اللَّہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَعْیُن الْعُرَنِیِّینَ بِالْحَدِیدِ الْمَحْمِیّ ، وَقَدْ حَرَقَ أَبُو بَکْر الْبُغَاة بِالنَّارِ بِحَضْرَةِ الصَّحَابَة ، وَحَرَقَ خَالِد بْن الْوَلِید بِالنَّارِ نَاسًا مِنْ أَہْل الرِّدَّة "

(فتح الباری،ج۹،ص ۲۳۰،رقم:۲۷۹۳)

۔"یہاں پر (آگ سے جلانے سے)جو منع کیا گیا وہ بطور حرمت نہیں بلکہ اخلاقاً ہے اور یہ اس بات کے جائز ہونے پر دلالت کرتاہے کہ ”جلانا “صحابہ کاعمل تھا اور نبی کریمﷺنے لوہے کی گرم سلاخوں کو آنکھوں پر پھیرا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو جلایا جبکہ صحابہ کرام اس وقت موجود تھے اور حضرت خالدبن ولید رضی اللہ نے مرتدین کو جلایا“۔

مزید تفصیل کے لئے پڑھئے :

http://justpaste.it/mussla